فضائل رمضان

معروف بہ

ماہ بہاراں

مصنفہ

پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ

شیخ الحدیث دار العلوم غوثیہ نیوریا، پیلی بھیت (یوپی)

ناشر

جماعت مصطفیٰ

صدر دفتر: دار العلوم غوثیہ نیوریا، پیلی بھیت (یوپی)

سنی اسلامی بھائیوں اور بہنوں کی دینی معلومات کے لئے

تحفۂ محبت

﴿بنام﴾

فضائل رمضان

معروف به

ماہ بہاراں

﴿مصنفہ﴾

پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ

شیخ الحدیث دار العلوم غوثیہ نیوریا، پیلی بھیت (یوپی)

﴿ناشر﴾

جماعت مصطفیٰ

صدر دفتر: دار العلوم غوثیہ نیوریا، پیلی بھیت (یوپی)

نام کتاب	:	فضائل رمضان معروف بہ ماہ بہاراں
مصنف	:	پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ
ناشر	:	جماعت مصطفےٰ
سن طباعت	:	۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۷ء
ٹائپ سیٹنگ	:	نوری کمپیوٹرس، نوری گلی محلہ بھورے خاں، پیلی بھیت
ہدیہ	:	جماعت مصطفےٰ کا تعاون

مفت ملنے کے پتے:

(۱) دارالعلوم غوثیہ، نیوریا، پیلی بھیت (یوپی)

(۲) نوری جنرل اسٹور، سورکھ، فرخ آباد (یوپی)

(۳) جامع مسجد بیسلپور پیلی بھیت

تقریظات علمائے اہلسنت

مقتدائے اہل سنت ابو المعارف حضرت علامہ مولانا سید محمد عارف صاحب قبلہ دامت فیوضہم خلیفہء حضور مفتیء اعظم ہند و احسن العلماء شیخ الحدیث مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد۔ کتاب مستطاب فیض ماب ماہ بہاراں: مصنفہ سید محترم فاضل جلیل عالم بے عدیل پیکر صدق و صفا صاحب زھد و اتقاء مبلغ اسلام و سنیت حامی دین متین ماحیء کفر و بدعت حضرت علامہ شاہ مولانا سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ رضوی قادری شیخ الحدیث و ناظم اعلی دار العلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت یوپی۔ نظر نواز ہوئی یہ رسالہ ایک دینی اہم فریضہ یعنی روزہ کی اہمیت و فضائل و مسائل رمضان المبارک پر مشتمل ہے مگر اپنے نام ماہ بہاراں کی مناسبت سے یہ کتاب بہت سی بہاروں پر حاوی ہے انداز بیان اور اسلوب تحریر اتنا پر کشش ہے کہ کتاب اٹھایئے تو دل کہے ختم کرکے ہی رکھی جائے۔ اردو ادب کا حسین گلدستہ ایسا کہ جس میں کتاب و سنت کی شمیم مشک بیز گی دل نوازیاں پورے آب و تاب پر ہیں۔

دور حاضر میں مسلمانوں کی بے راہ روی بد عملی سے انکو جو دنیوی و اخروی نقصانات درپیش ہیں اسکی عکاسی جس انداز میں حضرت مصنف نے فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور واقعی قابل دید ہے یہ مبارک کتاب صرف روزوں کے بیان پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اسکے ضمن میں آپ نے بیشتر ضروری اور کارآمد موضوعات پر رہبری فرمائی ہے مثلاً فضائل درود و سلام، اطاعت والدین کی اہمیت، ارکان اسلام سے غفلت پر بھیانک دنیوی و اخروی نقصانات اور انکی بجا آوری پر دارین کی کامیابی اور فلاح پر آپ نے بڑے کامیاب انداز میں بحث فرمائی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب مجموعہ ء معلومات اور گلدستہ فیوض و برکات ظاہری و باطنی ہے۔

حضرت مصنف کا خدمت دین میں یہ پہلا قدم نہیں ہے بلکہ آپ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو اس کم عمری میں موصوف بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں تدریسی مصروفیات مدرسہ کے انتظامات، رشد و ھدایت اور خود اپنے معاشیات یہ تو آپ کے ساتھ ہر لحہ موجود ہیں بایں ہمہ آپ نے ایک جماعت بنام جماعت مصطفی بھی

قائم کی ہے۔ جس کا مقصد اصلاح اعمال و عقائد اور تحفظ و اشاعت مسلک اعلیٰحضرت ہے اور الحمدللہ کہ آپ اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب ہیں۔ جگہ جگہ جماعت مصطفےٰ کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور نوجوانان اہلسنت بڑی لگن کے ساتھ جماعت مصطفےٰ کا پرچم لئے سرگرم عمل ہیں، تبلیغی اصلاحی جلسہ کرنا مسلمانوں کو راہ حق دکھانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دراصل سید صاحب کا خلوص آپ کی للّٰہیت اور روحانیت ان تمام کامیابیوں میں اثر انداز ہے یہی وجہ ہے آپ اپنی ہر کاوش میں کامیاب ہیں الحمدللہ رب العالمین۔ ابھی کل کی بات ہے جب حضرت مولانا سید احسن صاحب مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ایک ہونہار طالب علم تھے امید تو یہی تھی جو حضرت سے ظاہر ہوئی اور آپ کی موجودہ کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے اب یہ کہنا آسان ہو گیا ہے آپ کے تبلیغی کارنامے اور مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت دارالعلوم غوثیہ کی مزید ترقی سلسلہء تصنیفات مستقبل قریب میں آپ کے اقران میں سب سے فوقیت لے جائیں گے۔ ایک بڑی خوبی کی بات یہ بھی ہے کہ آپ ایک بہترین مقرر اور بے دینوں کو دنداں شکن جواب دینے کے لئے اہل سنت کی جانب سے بلند پایہ مناظر بھی ہیں اور یہ کہ آپ صاحب فیض ہیں آپ کے تلامذہ دارالعلوم منظر اسلام میں درجہ حدیث میں جب آتے ہیں تو ان کی اچھی صلاحیتوں سے سید صاحب کی تدریسی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ میری دعا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ سید صاحب کی اس کتاب کو قبولیت تامہ عامہ عطا فرمائے اور انکی صلاحیتوں سے عالم اسلام کی آبیاری کے لئے ان کے حالات ہمیشہ سازگار رکھے اور آپ کی ذات مقدسہ سے اسلام وسنیت کو زیادہ سے زیادہ نفع بخشے۔ آمین بجاہ حبیبه سیدالانبیاء والمرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علیه و علیٰ اله و اصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

فقیر قادری سید محمد عارف رضوی

۱۳ر شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ

بقیۃ السلف یادگار خلف حضرت علامہ محمد صالح صاحب قبلہ مدظلہم شیخ الافتاء مرکز اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف

حامدا له و مصلیا و مسلما

نسبت علم جب زینت عمل سے آراستہ ہو تو نور علیٰ نور ہے اور سونے پر سہاگہ اور دراصل وہی مفید و محمود ہوتی ہے ورنہ بے فائدہ اور غیر محمود۔ جو حضرات حاملان علم

دین اپنے علم پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے علم سے فائدہ پہونچاتے ہیں وہی مبارک لقب عالم دین کے مستحق ہیں۔ انہیں خوش نصیب حضرات میں سے ایک بہتر علمی صلاحیت کے حامل عالم با عمل ہیں لائق احترام قابل اکرام۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب رضوی منظری فرخ آبادی صدر المدرسین و ناظم اعلی دارالعلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت جعله الله من احسن العلماء معاشاً و معاداً۔ وزادہ فضلاً و فیضاً

آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ہونہار ابنائے قدیم سے ہیں ۱۴۰۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانۂ تعلم میں بھی با عمل رہے۔ محنت و لگن سے درس و مطالعہ میں منہمک رہتے۔ سبھی اساتذہ کے حضور نہایت ادب و احترام سے پیش آتے اسی لئے اساتذہ کے دل میں قدر و قعت بہت رہی اسکی برکت سے سید صاحب سید صاحب ہیں۔ اطراف وجوانب میں آپ کا فیض علم وخدمت پھیل رہا ہے۔ اللہ تعالی نے خوب نیک نامی ماشاء اللہ عطا فرمائی ہے۔ فارغ ہو کر جذبہ خدمت علمی نے آپ کو خالی نہیں بیٹھنے دیا تدریس ووعظ گوئی میں لگ گئے اور آج بھی بدستور پوری لگن کے ساتھ اس میں مصروف و مشغول ہیں اور بحمدہ تعالی نہایت کامیاب ہیں۔ جذبہ اشاعتِ علم سے سرشار ہو کر مدرسہ و منبر کے ذریعہ حضر وسفر میں علم پھیلانے سنیت کو چمکانے کا کام تو آپ کر ہی رہے تھے اب ادھر کچھ دنوں سے میدان تحریر و تصنیف کی طرف بھی قدم بڑھادیا ہے۔

گلدستہ نماز: چنانچہ آپ کی پہلی تصنیف 'گلدستہ نماز' ہے سنا ہے کہ آپ نے خود چھپوا کر قرب وجوار اور دور دراز علاقوں میں مفت تقسیم کرائی ہے روہیل کھنڈ، کمایوں، مراد آباد، ہردوئی، فرخ آباد وغیرہ کے کافی عوام فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مقبولیت اتنی ہوئی کہ دوسرا ایڈیشن جلدی چھاپنا پڑا۔ یہ کتاب میری نظر سے نہیں گذری ہے۔ کہ اپنے موضوع پر عوام کے لئے ایک بہتر کتاب ہے۔

ماہ بہاراں: اور آپ کی دوسری کتاب فضائل رمضان المبارک میں 'ماہ بہاراں' زیر طباعت اسکے مبیضہ کے ابتدائی چند صفحات سرسری نظر سے عجلت میں دیکھے تھے دیکھنے سے اس میں اس نتیجے پر پہونچا کہ باقاعدہ تبصرہ یا اصلاح طلب مقامات کی اصلاح سے یا مشورہ دینے سے صرف نظر کرتے ہوئے اجمالاً کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی ایک اچھی کتاب ہے۔ سعی مفید ہے۔ عام فہم انداز میں نفس مطلب و حکم کا بیان، توقع ہے کہ عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ رب اجعل سعیهٗ مشکورا و اجزه عن القوم جزاء مبارکاً

جماعت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم: یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ سید صاحب موصوف (زاده الله مجدا وحفظه من شرکل شر و عین حاسده) نے برائے تبلیغ دین و

اشاعت علم ایک تحریکی شکل میں ایک جماعت قائم فرمائی ہے۔ جس کا نام جماعت مصطفے رکھا ہے یہ گذشتہ ۱۴۱۸ھ میں قائم ہوئی ہے یہ جماعت بحمدہ تعالی بہت کام کررہی ہے اور کامیاب ہے۔ جماعت نے اتنی قلیل مدت میں قابل فخر اور لائق تقلید کام انجام دئے ہیں ۔ روہیل کھنڈ، کمایوں، فرخ آباد، ہردوئی وغیرہ کے شہروں و گاؤں قصبوں میں اس جماعت نے دورہ کر کے سیکڑوں مسلمانوں کو داڑھیاں رکھوادیں نمازی بنادیا۔ لوگ نماز کی پابندی کرنے لگے اور دین کے قریب آنے لگے۔ جماعت نے اب تک ہزاروں کتابیں لوگوں میں بلاقیمت تقسیم کی ہیں بفضلہ تعالی جماعت نے ایک گاڑی کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ اللہ تعالی قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے خوب فیضیاب کرے۔ آمین۔ بحرمة نبينا الكريم عليه الصلوٰة والتسليم و علىٰ آله و صحبه اجمعين والحمد لله رب العالمين

محمد صالح قادری بریلوی عفی عنہ

یکے از خدام تدریس وافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۳/ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ / ۴/ دسمبر ۱۹۹۷ء

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ محمد نعیم اللہ خاں صاحب دامت برکاتہم، پرنسپل مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔

مبسملا حامداً و مصلياً

دور حاضر میں دعوت و تبلیغ کی ضرورت اور اسکی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے کیوں کہ اس وقت اہل سنت بالخصوص مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف سازشیں پورے شباب پر ہیں۔ آئے دن نت نئے فتنے سر اٹھارہے ہیں۔ جگہ جگہ ایمان کے لٹیرے مکرو فریب کا جال بچھا کر دولت ایمان لوٹنے میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ کہیں تبلیغ دین کے بہانے عام لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ تو کہیں مختار دوعالم نور مجسم، رحمت کونین، خاتم الانبیا، عالم ماکان ومایکون حضور احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کے بارے میں بے جا شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔ ایسے پر فتن و پر آشوب دور میں عام فہم زبان میں اصلاحی تقریر اور لٹریچر کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔

ہمیں یہ سن کر اور جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہماری جماعت کے حساس طبیعت، صاحب ثروت ماہر علم وفن حضرات پر خلوص جذبۂ ایثار لیکر میدان عمل میں اتر

چکے ہیں۔اس پیش رفت میں عالم با عمل حضرت علامہ سید احسن علی نوری سلمہ کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ موصوف کی پیہم کوشش اور جہد مسلسل سے معاشرہ میں ایک اچھا انقلاب پیدا ہوا ہے۔اس سلسلے میں انہیں نے ایک کمیٹی "جماعت مصطفے" کے نام سے قائم کی ہے۔ جس کے زیر اثر بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے جماعت مصطفے کے زیر اہتمام تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری ہے اس کی دوسری کتاب عمدہ ٹائٹل، اچھی کتابت و طباعت کے ساتھ "ماہ بہاراں" (فضائل رمضان) کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔اگر چہ کتاب میری نظر سے نہیں گذری ہے لیکن مجھے اعتماد ہے کہ کتاب کے مسائل سب کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالی جماعت مصطفے کو ترقی عطا کرے اور متذکرہ کتاب کو درجۂ قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد نعیم اللہ خاں

۴/ دسمبر ۱۹۹۷ء

اللہ ربُّ محمدٍ صَلّیٰ علیہِ وسلّما

نَحنُ عبادُ محمدٍ صَلّیٰ علیہِ وسلّما

تمام خوبیاں اللہ کو جس نے اپنی شریعت کے چراغ اپنے بندوں کے دلوں میں روشن فرمائے اور شریعت کی پیروی کی زینت سے انکو آراستہ کیا اور بھٹکے ہوئے پیاسے انسانوں کی پیاس کو شریعت کے شیریں پانی سے بجھایا اور بے راہ انسانوں کے سینوں میں نورانی شریعت کے دیپ جلا کر کفروشرک، بدعت و گمراہی کی تاریکی کو دور فرمایا۔

اوراللہ پاک کی افضل درود، کامل سلام بلکہ کروڑوں، اربوں درودو سلام عالم امکاں کے بہتر پر جو کائنات کے روشن سورج ہیں جن کے لئے سِراجاًمُّنیراً ہے جو دلیل کعبۂ مقصود ہیں جو نشان قبلۂ مطلوب ہیں، جوہادیٔ شریعت محبوب ہیں، جو کاشف اسرار طریقت ہیں، جو فاتح سِرّ حقیقت ہیں، جو گل گلستان نبوت ہیں، جو چمن آراء باغ رسالت ہیں، جو خازن علم و معرفت ہیں، جو زینت مرغ زار جنت ہیں، جو قاضیٔ مسند عدالت ہیں اور اسدِ میدان شجاعت ہیں، جومعدن رحمت وسخاوت ہیں، جو نور جان انسانیت ہیں بلکہ وہی ذریعۂ معرفت ہیں، وہی ابتداء وہی انتہاء وہی مبداء وہی منتہی، انہیں سے سب ظہور انہیں میں سب خفاء، انہیں سے ہر شئی روشن انہیں میں ہر شئی گم سب کا سب انہیں سے ہے اور سب کا سب انہیں کا اور سب کا سب انہیں

کی طرف متوجہ ہے، سب نے انہیں سے جود لیا سب نے انہیں سے فیضانِ وجود لیا، انہیں سے شریعت و طریقت کے چمنہائے خنداں نے فیض لیا۔

شعر: وہی نورحق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(اعلیحضرت)

اور درود و سلام انکی عزت والی آل اور عظمت والے صحابہ پر اور ان کی امت کے ائمہء کاملین پر اور اولیاء واصلین پر، خصوصاً مرکز ولایت، امام مسند اولیاء، وارث علوم سید المرسلین، قبلہء اصحاب صدق و صفا، کعبہ اربابِ علم و حیاء، پیشوائے زمرۂ اتقیاء، مقتدائے جماعت اصفیاء، امام جماعت اولیاء، ہمارے تمہارے آقا سید الاسیاد، فردا لا فراد حضور غوث الثقلین، محبوب سبحانی، قطب ربانی، الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ اور ہمارے مربیء اعظم، مرشداعظم، مسند افخم، مفتیء دین و ملت، حافظ حدود شریعت، شہزادۂ مجدد ملت، ماحیء کفرو بدعت یعنی ہمارے حضرت مفتی اعظم مصطفے رضا خاں قدس اللہ سِرہٗ العزیز اور ہمارے جمیع اساتذۂ کرام پر جنہوں نے ہماری تعلیم و تربیت میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا، ان سب کے ساتھ ان سب کے طفیل، ان سب کے وسیلے سے ہمارے تمہارے ماں باپ اور ہم تم سب پر جب تک چمکتا سورج جب تک دمکتا چاند، جب تک ماہ و انجم اور کہکشاں اور شریعت کی نور باریاں بندوں کے دلوں پر جلوہ فگن رہیں درود و سلام کی بارش ہوتی رہیں، آمین۔ آمین۔ آمین یَا رَبَّ العالمینَ بِحُرمۃِ سَیِّدِ المُرسَلِینَ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ و التسلیمُ۔

اما بعد: یہ بندۂ عاجز و لاچار، ہے آپ کی خدمت میں عرض گزار، مولیٰ اس کو اور آپ کو اسلاف کرام کے روشن طریقے پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

اے میرے دینی بھائیو! انسان کی دو زندگیاں ہیں ایک دنیا کی جو تھوڑے دن رہ کر ختم ہو جاتی ہے۔رب کریم نے جتنا وقت اسکے لئے مقرر فرمایا ہے اس سے ایک لمحہ گھٹ نہیں سکتا نہ بڑھ سکتا ہے دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی طاقت اس میں نقصان و زیادتی نہیں کر سکتی چونکہ یہ ایک قانون قدرت ہے کہ جسے لذت زبان و دہن کے لئے دنیا کی زندگی کا شربت خوشگوار پلایا جاتا ہے یقیناً اسے ایک دن موت کا بے ذائقہ جام بھی پینا ہی پڑتا ہے اور جان و جہان سے گذر جانا پڑتا ہے اسے پسند ہو یا نہ ہو۔

دوسری زندگی آخرت کی زندگی ہے جو ہمیشہ ہمیش رہنے والی ہے دنیا کی زندگی کی طرح اس کی نہ کوئی حد ہے کہ جہاں پہونچ کر ختم ہو جائے نہ کوئی انتہاء اور کنارہ ہے۔ اس آخرت کی زندگی کا خوبی و بھلائی سے گذرنا دنیا کی زندگی کے خیر و خوبی سے گذرنے پر موقوف ہے اس لئے ہر عقل مند کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دنیا کی زندگی کو نیک بنانے میں ہر ممکن کوشش کرے اور ہر وقت اپنی اصلاح کی طرف دھیان رکھے اور ایسی چیز کی تلاش میں رہے جس کی بدولت موت کا وہ کڑوا گھونٹ اس کے لئے ہر مٹھاس سے بڑھ کر میٹھا ہوجائے اور دم واپسیں اسے اپنے مولیٰ سے ملنے کا ایسا اشتیاق پیدا ہو جائے جیسے چندروز کا پیاسا سورج کی گرمی، ریت کی تپش، اور گرم ہواؤں کے جھونکوں میں ٹھنڈے خوشگوار اور میٹھے پانی کا طلب گار ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ باقی رہا یہ سوال کہ دنیا کی زندگی کو کس طرح اچھا اور کامیاب بنایا جائے تو اس کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنی زندگی کو 'محبوب خدا، رحمت عالم، سرور کونین ﷺ کی زندگی کے سانچے میں ڈھال کر آپ کے رنگ میں رنگ جائے۔ چونکہ تقاضہ محبت بھی یہی ہے اس لئے کہ ہر عاشق اپنے محبوب کے رنگ میں رنگ کر اپنے دن رات گذارنا چاہتا ہے ۔

مگر آہ ! افسوس صد افسوس! مسلمان کہلائیں اور اسلامی آداب و عادات

خصوصاً عبادات ترک کرتے جائیں انگریزوں اور مشرکوں کو دشمنِ اسلام سمجھیں مگر آداب و عادات میں مکمل ان کی پیروی کرتے جائیں۔

دوستو غور کرو۔ غیرت کا مقام ہے کہ تم زبان سے خدا و رسول (عزوجل ﷺ) کی محبت کا دم بھرتے ہو اور عمل میں اللہ و نبی کے دشمنوں کی پیروی کرتے ہو کیا یہی اہل محبت کا شیوہ ہے کیا کسی عاشق نے کبھی ایسا کیا ہوگا؟ تاریخ عالم شاہد ہے کسی عاشق صادق نے ایسا نہ کیا ہوگا جو تم کر رہے ہو تمہارا تو حال یہ ہے کہ نبی کا دامن نہیں چھوڑوں گا داڑھی منڈاتا جاؤں گا کھڑے کھڑے پیشاب کرتا جاؤں گا۔ نبی کا دامن نہیں چھوڑوں گا نماز، روزہ چھوڑتا جاؤں گا۔ کیا تمہارے قول و عمل میں تضاد نہیں؟ تنہائیوں میں اپنے اعمال پر نظر کرو اور مسلمانو سوچو کہ تم اپنے نبی ﷺ کے عادات و اطوار چھوڑ کر عیسائیوں کے آداب و طریقوں پر کس درجہ گر رہے ہو۔ کیا تمہاری ادائیں ہمارے نبی ﷺ کو پسند ہونگی؟ ہرگز نہیں۔ دیکھو قرونِ اولیٰ کے مسلمان جو اعلیٰ درجہ کے مومن تھے بلکہ ان کا ایمان تو آج کے مسلمانوں کے لئے کسوٹی ہے وہ اپنے نبی ﷺ کی رضا و خوشنودی کا کھانے پینے، سونے جاگنے، اوڑھنے پہننے میں کس درجہ خیال رکھتے تھے کہ ان کا کوئی کام بھی رات دن، سوتے جاگتے میں نبی کی سنت کے خلاف نہیں ہوتا تھا اور ایک حرکت بھی اپنے نبی کے خلاف پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ سے یہ چیز روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ ہجرت کے بعد ہمارے نبی مختار دوعالم ﷺ نے تقریباً سات ماہ تک اپنے مبارک قیام سے ان کے گھر کو مشرف فرمایا۔ اسی دوران میں یہ عاشقِ رسول ﷺ ہر وقت خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کرنے کو اپنے لئے فخر تصور کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دن خدمتِ اقدس میں کھانا بھیجا کہ مدنی آقا ﷺ نے بلا کچھ تناول فرمائے واپس کر دیا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو بیقرار ہو

گئے فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ عَلَيْكَ الصَّلٰوۃُ وَالتسلیمُ میرے ماں باپ آپ پر قربان کونسی غلطی صادر ہوئی کہ کھانا تناول نہ فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں لہسن تھا اور لہسن مجھے پسند نہیں۔عاشق صادق نے عرض کیا جو میرے آقا کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں اور لہسن چھوڑدیا۔ اب دیکھو مسلمانو! اپنے ایمان و عقیدے کو ان کے ایمان عقیدے سے تولو کہ لہسن شریعت میں حرام نہیں ہے لیکن ایک عاشقِ صادق نے اپنے محبوب کی پسند کے خلاف نہ ہو جائے لہسن کھانا بالکل ترک کردیا۔تم ایک طرف دعوٰئ عشق بھی کرتے ہو اور دوسری طرف عادات و آداب میں مخالفت کرتے جا رہے ہو بلکہ عبادات میں کس درجہ تم مخالف اور غافل نظر آ رہے ہو۔ نماز سے غفلت، زکوٰۃ سے غفلت اسی طرح بارہ مہینوں میں ایک مہینہ کے روزے تمہارے مولیٰ نے تم پر فرض فرمائے ہیں اس میں کس درجہ غفلت، ہمارے بعض دینی بھائی روزہ رکھتے ہیں مگر وہ سحری و افطار کے ساتھ روزہ بھی کھا جاتے ہیں۔ جیسا کہ بعض نماز پڑھتے ہیں مگر لاعلمی کی بنا پر نماز نہیں ہوتی۔یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ دینی مسائل سے ناواقف ہیں اور اہل علم سے بہت دور ہیں نماز کے مسائل سے جہاں ہمارے دینی بھائی ناواقف ہیں وہیں روزہ کے مسائل سے ازحد درجہ ناواقف نظر آتے ہیں۔اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے یہ گنہگار چندسطریں رمضان اور روزے سے متعلق ترغیبا و ترہیبا آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنی جناب میں قبول فرماکر ہمارے اور آپ کے لئے توشہء آخرت بنائے۔ آمین۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں مری بات

بہار قرآن

روزہ بھی ارکان دین میں سے ہے اور رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ، تندرست مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں اور اس کی فرضیت نماز کی طرح فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر، دائرۂ اسلام سے خارج شمار ہوتا ہے اور اسکا ترک کرنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے البتہ جن لوگوں کو شریعت نے کسی مجبوری یا معذوری کی وجہ سے رخصت دی ہے وہ اس حکم کے تحت نہیں آتے، قرآنِ مقدس نے روزے کا حکم اِن الفاظ میں صادر فرمایا ہے۔

يَا ايُّهاالذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيكُم الصيامُ كَمَا كُتِبَ عَلىٰ الَّذِينَ مِن قَبلِكُم لَعَلَّكُم تَتَّقُونَ۔ الآيَة۔

اے ایمان والوتم پرروزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پرفرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پر ہیزگاری ملے ۔(کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں (کُتِب) فرمایا گیا جس کے معنی ہیں لکھ دیئے گئے۔ لازم کر دیئے گئے، یعنی آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے ہی لوح محفوظ میں تمہارے نام لکھ دیئے گئے۔ اور ایک لفظ اس میں آیا ہے (صیام) یہ صوم سے بنا ہے اور صوم کا معنی عربی لغت میں بازرہنا، چھوڑنا اور رُکنا آتا ہے۔لیکن اصطلاح شرع میں صوم یعنی روزہ اللہ کی عبادت کی نیت سے مسلمان کا صبح صادق سے لیکرسورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع و ہمبستری وغیرہ سے رک جانے کا نام ہے۔ اس قرآنی حکم کے علاوہ ہمارے مدنی آقا مصطفٰے جان رحمت ﷺ کے عمل مبارک سے بھی روزے کی فرضیت ثابت ہے۔ دوسرے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ روزہ ایک ایسی اہم عبادت ہے جو پہلے کے انبیاء علیہمُ السلامُ

کی امتوں پر بھی فرض تھی اگر چہ انبیاء سابقین کے ماننے والوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں بہت کچھ تبدیلیاں کر دی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے یہاں روزے کا تصور اب بھی کسی نہ کسی رنگ میں پایا جاتا ہے۔

روزہ کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ روزہ نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۲ھ میں فرض ہوا۔ حالانکہ مسلمان اس سے پہلے بھی روزہ رکھتے تھے۔ پہلے صرف ایک عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ پھر یہ منسوخ ہوکر ہر چاند کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے فرض ہو گئے یعنی ہر مہینے میں صرف تین روزے، جو ایام بیض کے روزے کہے جاتے ہیں۔ پھر یہ بھی منسوخ ہوکر ماہ مبارک رمضان کے روزے فرض ہوئے مگر اس میں بھی لوگوں کو کچھ اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے روزہ رکھیں یا فدیہ ادا کردیں یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک صدقہ فطر کی مقدار صدقہ کرنا پھر یہ اختیار بھی منسوخ ہوکر روزے لازم ہو گئے۔ البتہ شیخ فانی وغیرہ ایسے معذورین جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو ان کے لئے یہ رعایت بدستور باقی رہی۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ تبدیلیاں ہوئی ہیں جن کی وضاحت آپ بڑی کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

بہار اہمیت صوم

۱۔ روزہ کی سب سے پہلی اہمیت تو یہ ہے کہ اللہ تعالی کا یہ حکم ہے اور ہمارے دین متین کا ایک رکن و ستون ہے۔

۲۔ اس کا انسان کے نفس کی تہذیب سے بڑا گہرا تعلق ہے

ویسے تو اسلام کی تمام ہی عبادات میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ وہ انسان کی حیوانی خصلتوں کو کمزور کر کے انسان میں ملکوتی صفات پیدا کرتی ہے اور انسانی معاشرہ کو پاکیزہ و پُرسکون بناتی ہے لیکن روزہ اس سلسلے میں بہت ہی خاص

اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز، سجدہ، رکوع وغیرہ فرشتے اور دوسری مخلوقات بھی ادا کرتی ہیں مگر روزہ صرف انسان ہی کی عبادت ہے۔ فرشتے اور دوسری مخلوقات بلکہ شاید جنات پر بھی روزے فرض نہیں کئے گئے۔ یہ عبادت انسانی خاصہ ہی معلوم ہوتی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق، خاص نفس امارہ ہی سے ہے ویسے تو روزہ کے بہت سے فوائد ہیں لیکن سب سے بڑا فائدہ اس سے یہ ہے کہ نفس معاصیات کا ارتکاب کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

چونکہ روزہ نفس کی خواہشات کو پامال کرتا ہے اور جملہ بیہودہ خصلتوں کو ختم کرتا ہے جو آنکھ، کان، زبان، شرم گاہ وغیرہ سے جنم لیتی ہیں اور اس کے ذریعہ سے ان اعضاء کی حرکات کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے جب نفس بھوکا ہوتا ہے تو دیگر اعضاء سیر ہو جاتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو یہ اعضاء بھڑک اٹھتے ہیں اور روزہ کو معصیات کی آگ ٹھنڈا کرنے میں بڑا دخل ہے۔ اسی لئے غالباً عرش کی عزت، فرش کی زینت، محبوب خدا ﷺ نے فرمایا ہے"۔

"بیشک روزہ نفس کی شہوتوں کو توڑتا ہے۔

بہارِ حکمت

ویسے تو روزہ میں مولیٰ تعالیٰ نے بہت سی حکمتیں پوشیدہ کر دی ہیں جن سب کا جاننا میں سمجھتا ہوں انسانی قدرت سے باہر ہے مگر ان میں سے کچھ یہ بندہ ذکر کرتا ہے۔

۱۔ روزہ کے ذریعہ سے انسان کے اندر غریب اور بھوکے پیاسے انسانوں پر رحم کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے چونکہ جب روزہ میں وہ بھوک کا مزہ چکھتا ہے تو اس وقت اسے بھوکے انسان یاد آجاتے ہیں اور رحم و رقت کا

مادّہ پیدا ہو جاتا ہے اور فوراً احسان و مہربانی کرنے کے لئے وہ آمادہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ روزہ کے ذریعہ سے انسان غرباء و مساکین کی موافقت بھی کرتا ہے جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے غرباء کی موافقت کا عمل کر کے دکھایا ہے۔

حکایت: حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں ایک شخص سردی کے موسم میں اس حال میں حاضر ہوا کہ حضرت برہنہ سردی میں بیٹھے کانپ رہے تھے حالانکہ آپ کا کپڑا کھونٹی پر لٹکا ہوا تھا۔ تو اس نے عرض کی حضرت آپ اتنی سردی میں کپڑے ہوتے ہوئے برہنہ بیٹھے ٹھٹھر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ بھیا بہت سے فقراء وغرباء لباس اور نانِ شبینہ کو ترس رہے ہیں اور میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں کہ میں ان کو کھلا، پہنا کر خوش کر کے ان کی موافقت کر سکوں اس لئے میں بھی ان کی طرح برہنہ بیٹھ کر سردی برداشت کر کے ان کی دل جوئی اور موافقت کر رہا ہوں۔

۳۔ روزہ میں بھوک و پیاس کی تکلیف برداشت کر کے انسان اللہ تعالی کی نعمت و غذا پانے کی قدر بھی جانتا ہے اور اسی سے اس کے اندر خدا کے شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں دو چیزیں رکھی ہیں ایک نفس، دوسری روح۔ جو آپس میں دونوں دشمن ہیں ان میں سے ایک کی قوت دوسرے کے ضعف کا سبب بنتی ہے اگر روح قوی ہوتی ہے تو نفس کمزور پڑ جاتا ہے، اگر نفس قوی ہوتا ہے تو روح کمزور پڑ جاتی ہے نفس چونکہ جسمانی غذاؤں اور لذتوں سے طاقتور ہوتا ہے اور روح نیک اعمال سے قوی ہوتی ہے اس لئے ضرورت تھی کہ نفس کو کچھ روز بھوکا رکھ کے اس کے زور کو توڑ دیا جائے اور اسے کمزور کر دیا جائے چونکہ روزہ سے نفس کا زور ٹوٹتا ہے اور جب اس کا زور ٹوٹے گا تو روح خود بخود قوی ہو جائے گی۔

۵۔ بھوک بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہے جیسا کہ خود طبیبِ انسانیت، میرے مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔
"معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے اور ان سب کا علاج اس کو خالی رکھنا ہے اور یہ چیز روزہ میں حاصل ہوتی ہے۔"
اور اب تو اس دور جدید کے ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں کہ فاقہ تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

۶۔ روزہ کی مشروعیت میں ایک حکمت عظیمہ یہ بھی پوشیدہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے عقل کو پیدا فرمایا تو مولی تعالی نے فرمایا "قریب اور متوجہ ہو" تو فوراً قرب حاصل کرنا چاہا۔ پھر مولیٰ تعالی نے فرمایا " دور ہو اور پیچھے ہو" تو فوراً پیچھے ہوئی اور حکم خدا کو مانا،پھر پروردگار نے فرمایا "بول تو کون ہے اور میں کون"تو عقل بیچاری بولی کہ مولیٰ توپروردگاراور میں تیرا عبد ضعیف ہوں۔تواللہ تعالی نے بایں الفاظ اس کو تاجِ عزت عطا فرمایا کہ سن، تجھ سے زیادہ عزیز مخلوق میں کوئی نہیں ہے تو ہی عزیز و محبوب ہے۔ پھر اللہ پاک نے نفس امارہ کو پیدا فرمایا۔ اس سے بھی اللہ نے فرمایا "قریب اور متوجہ ہو" مگر یہ شرارت پر اڑا رہا اور کوئی جواب نہیں دیا ۔ پھر اللہ نے اس نفس سے بھی فرمایا "بول تو کون ہے اور میں کون ہوں" تو یہ شریر بولا میں میں ہوں اور تو تو ہے۔ تو خدا کی قدرت کو جلال آیا اور قدرت نے سو(۱۰۰) برس جہنم کی آگ میں اسے تپایا، جلایا اور پھر نکالا اور مالک ذوالجلال نے فرمایا "اب بول تو کون ہے اور میں کون ہوں" تو پھر وہی پرانی اکڑ، اور بولا "میں میں ہوں اور تو تو ہے" تواللہ پاک نے پھراسکودوبارہ سو(۱۰۰) برس بھوکا رکھا، اور جب بھوک نے اس کی پوری طاقت توڑ دی۔ اب کانپتا تھرتھراتا ہوا آیا پھر اللہ نے پوچھا "بول تو کون ہے اور میں کون ہوں" تو بولا اللہ تو مالک ہے اور میں بندہ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ

نے اس نفس انسان پر روزے فرض فرما دیئے کہ یہ بھوک ہی سے قبضہ میں آئیگا۔ اسی لئے تو ہمارے روحانی طبیب، مدنی آقا ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ نفس کے زور کو توڑ کر نفس کو ذلیل کر دیتا ہے۔

سوال: جناب یہ بتایئے کہ روزے تیس (۳۰) دن کے یا ایک ماہ کے کیوں فرض ہوئے کمی یا زیادتی کیوں نہیں؟

جواب: (۱) ہمارے جد امجد حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جب جنت کی بہاروں میں تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے گندم تناول فرمایا تو وہ تقریباً تیس (۳۰) ہی دن آپ کے پیٹ میں رہا۔ جب آپ نے مولیٰ پاک کی جناب میں توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرما کر تیس (۳۰) ہی دن یا ایک ماہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

جواب (۲): زمانے کی مشہور تین مدتیں ہیں ہفتہ، مہینہ، سال۔ ہفتہ سب سے چھوٹی، سال سب سے بڑی، اور مہینہ بیچ کی، تو "خَیۡرُ الۡاُمُوۡرِ اَوۡسطُها" کے تحت درمیانی مدت کو پسند فرمایا۔ نہ بالکل کم نہ بہت زیادہ۔ اور دوسرے، مسلمان وسط امت ہیں اس لئے ان کا ہر کام درمیانی ہونا چاہیئے۔

سوال: روزہ دن ہی میں کیوں رات میں کیوں نہیں رکھا جاتا ہے؟

جواب: (۱) رات کو ویسے بھی انسان عادۃً کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے اور اپنی رات کو زیادہ تر سونے ہی میں گزارتا ہے اگر رات میں روزہ ہوتا تو عادت اور عبادت، شریعت اور طبیعت میں کوئی فرق نہ رہتا۔

جواب: (۲) دن میں انسان لذیذ چیزوں کو بھی دیکھتا ہے اور لوگوں کو کھاتے پیتے بھی دیکھتا ہے اور حسینوں کا حسن و جمال بھی۔ اور ان کے لباس و زینت۔ نیز ان کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے جس سے کھانے پینے اور جماع کی از حد درجہ رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت صبر کرنا اور اپنے نفس کو روکنا واقعی کمال۔ اور بہت بڑا کمال ہے۔ اور یہی چیز باعثِ اجر و ثواب

ہے۔

جواب: (۳) روزہ سے مقصود نفس امارہ کے زور کو توڑنا ہے نہ کہ جان کو ہلاک کرنا۔ اسی لئے رات کو کھانے کی کچھ اجازت دی گئی تاکہ جان ہلاک نہ ہو، اور دن میں کھانے سے منع کر دیا گیا تاکہ نفس موٹا نہ ہو۔ اہل اسلام کے روزے ایسے نہیں ہیں جیسا کہ بعض غیر مسلموں کے روزے نری خرافات میں گھرے ہوئے ہیں۔ بعض تو غلہ کے سوا تمام چیزیں، دودھ، دہی، پھل وغیرہ کھاتے رہتے ہیں۔ ایسے روزوں سے نفس مرتا نہیں بلکہ اور موٹا ہوتا ہے۔ اور بعض روزوں میں رات کو بھی نہیں کھاتے ہیں جس میں تمام کاروبار چھوٹ جاتے ہیں اور جان کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ جیسا کہ گاندھی کے قرن برت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے روزے وہی رکھے گا جو مرنے کو تیار ہوگا۔ مگر اسلامی روزے بلا تکلف ہر شخص رکھ سکتا ہے اور عبادت وہی ہے جسے بلا تکلف ہر شخص کر سکے۔ مختصر یہ کہ روزہ کے اندر مولیٰ تعالیٰ نے بے شمار دین و دنیا کی حکمتیں اور راز چھپا دیئے ہیں۔ جن کو خداوند قدوس جانتا ہے یا روزہ دار خود محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے حبیب خدا، محبوب کبریاء ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور فضل خدا تلاش کرتے تھے۔ غالبًا اسی نکتہ کے تحت مولیٰ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے ارشاد فرمایا۔ ”اگر بندوں کو معلوم ہو جائے کہ روزہ اور رمضان میں کیا کیا فضیلتیں ہیں تو میری امت پورے سال روزہ رکھنے کی تمنا کرے“

غرض کہ روزہ معرفت خدا کا زینہ ہے، روزہ پسندیدۂ شہنشاہ مدینہ ہے، روزہ ہدایت نفس کا قرینہ ہے، روزہ دل مردہ کی زندگی ہے۔ روزہ خدا کی محبوب بندگی ہے، روزہ محبت خدا ورسول (عزوجل و ﷺ) کا وہ جام ہے جسے پی کر مسلمان خوش انجام ہے، روزہ ترقی درجات کا ایک عالی مقام ہے، روزہ خدا سے ملنے کا ایک بہترین وسیلہ ہے، روزہ برکاتِ الٰہیہ حاصل

ہونے کا ایک ذریعہ ہے، روزہ جنت میں جانے کا ایک واسطہ ہے، روزہ روحانیت حاصل کرنے کا ایک اہم سرمایہ ہے، اور روزہ، امراض روحانی و جسمانی کا ایک بہترین علاج بھی ہے۔

میرے دینی دوستو! آؤ ہم تمہیں روزہ کی اہمیت و فضیلت اللہ و نبی (عزوجل و ﷺ) کے مقدس کلام کی روشنی میں دکھائیں۔

بہارِ فضیلتِ صَوم

روزہ کی فضیلت بے شمار حدیثوں میں وارد ہے۔ ہم ان میں سے چند یہاں بیان کرتے ہیں۔

محبوب خدا، حبیب کبریاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

كُلُّ عَمَلِ اِبْنِ آدمَ يُضَاعِفُ الحَسنَةَ بِعُشْرِأمثَالِهَا إلىٰ سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تعَالىٰ إلاّالصَّومَ فإنَّهُ لىُ و أناأجزىُ بِهِ يَدَّعُ شَهْوَتهُ وَطَعَامَهُ من أجْلِى۔

لِلصَّائِمِ فَرحتَانِ، فَرحةٌ عِندَ فِطرِهِ وَفَرحةٌ عِندَ لِقَاءِ رَبِهِ وَلخُلُوفُ فَمِ الصَّائمِ أطيَبُ عِندَ اللهِ مِن ريحِ المِسكِ وَالصّيَامُ جُنَّةٌ واذا كَانَ يَومُ صَومِ أحدِكُم فَلا يَرْفُثْ وَلا يَصْخَبُ فإنْ سَابَّه أحَدٌ أوقَاتلَهُ فَلِيَقلُ إنّى إمرءٌ صَائِمٌ۔

ترجمہ: انسان کے سارے نیک اعمال یعنی ان کا ثواب، دس سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن رب تعالی ارشاد فرماتا ہے ”مگر روزہ تو میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا“ روزہ دار میرے لئے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑتا ہے۔

روزہ دار کے لئے دوخوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری رب سے ملاقات کے وقت۔ واقعی روزہ دار کے منہ کی بو اللہ پاک

کے نزدیک مشک سے زیادہ بہتر ہے۔اورروزہ تودنیا میں گناہوں سے بچنے کا ذریعہ اور آخرت میں جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔جب روزہ کی یہ شان اور بزرگی ہے توتم میں سے جب کوئی روزہ دار ہو تو نہ وہ شور مچائے اور نہ بری بات کہے اگر کوئی گالی گلوج کرے یا لڑائی لڑے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

سوال: یہاں حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، تو کیا اور دوسری عبادتیں بندہ خدا کے لئے نہیں کرتا ہے۔حالانکہ بندہ جو کام بطور عبادت کرتا ہے، خدا ہی کے لئے کرتا ہے، خواہ روزہ ہو یا نماز۔

جواب (۱): روزہ اللہ اور بندے کے بیچ ایک راز ہے جسے اللہ اور روزہ دار کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے، چونکہ روزہ میں سراسر ترک ہی ترک ہے۔ بخلاف دیگر عبادات کے، چونکہ ان میں عملِ ظاہر بھی پایا جاتا ہے، اس لئے ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے.."کل قیامت میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کے پرندوں کی مانند پر ہوں گے اور وہ جنتی باغوں میں اڑرہے ہونگے داروغہ جنت ان سے کہیں گے کہ تم کون ہو تو بولیں گے ہم محمد ﷺ کی امت ہیں، تو خازن جنت کہیں گے کیا تم نے حساب و کتاب دیکھ لیا؟ وہ کہیں گے نہیں۔پھر داروغہ جنت کہیں گے کیا پل صراط دیکھ چکے ہو، تو کہیں گے نہیں۔ پھر وہ فرمائیں گے تم نے یہ بلند و بالامرتبے کس چیز سے پائے، تو خوش قسمت انسان بولیں گے ہم نے روزہ رکھ کر پوشیدہ دنیا میں اللہ کی عبادت کی تھی۔ آج اللہ نے ہمیں پوشیدہ طور پر جنت میں داخل فرما دیا۔

جواب(۲): کل قیامت کے دن دوسری عبادت تو اہل حق چھین سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرض خواہ مقروض سے سات سو نمازیں تین پیسے قرض کے

بدلے لے لیگا مگر روزہ کسی حق والے کو نہ دیا جائیگا۔ بلکہ رب تعالی فرمائے گا کہ روزہ تو میرا ہے۔ یہ کسی کو نہیں ملے گا شاید اسی لئے اس مبارک حدیث میں اللہ پاک نے روزہ کی نسبت اپنی ذات کی طرف کر کے فرمایا اَلصَّومُ لِیْ وَأنا أجزِیْ بِہٖ۔

اور کہا گیا ہے کہ روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اس لئے بھی فرمائی ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا، اگرچہ کفار بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور چاند و سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور بتوں کے نام قربانی اور دیگر صدقات وغیرہ بھی کرتے ہیں، مگر کوئی کافر بت، چاند سورج کے لئے روزہ نہیں رکھتا، بلکہ روزہ خالص اللہ ہی کے لئے رکھتے ہیں یا اپنے نفس کی صفائی کے لئے چونکہ روزہ ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ اگر خود سے ظاہر نہ کرے تو کوئی علامت و حرکت یا صورت اس کی نہیں ہوتی ہے، چونکہ وہ ایک نیت ہے جو لوگوں سے چھپی ہے دیگر عبادات میں کچھ نہ کچھ کرنا ہوتا ہے اور ان کی کوئی نہ کوئی صورت بھی ہوتی ہے مگر روزہ میں سرے سے نہ کرنا ہی ہے۔ اس لئے اس میں ریا کا شائبہ کم ہے۔

حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول (أنا أجزی بہٖ) کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ہر عبادت کا ثواب اور بدلہ جنت ہے لیکن روزہ ایسی عبادت ہے جس کا بدلہ میری ملاقات ہے۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا وہ میرے جلووں کا نظارہ کریگا، وہ مجھ سے ہم کلام ہوگا میں اس سے بلا واسطہ کلام کروں گا۔۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ روزہ کا بدلہ براہ راست خود رب تعالیٰ عطا فرمائے گا میں دینے والا، روزہ دار لینے والا، جو چاہے دوں اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ دینے والا اللہ، لینے والا بندہ۔ یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ "روزہ کا بدلہ میں خود ہوں" یعنی تمام عبادات کا بدلہ جنت کے حور و

قصور، اور روزہ کا خود رب غفور۔

سوال: ماسبق کی حدیث میں ارشاد فرمایا "أَلصِّيَامُ جُنَّةٌ" ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی گئی ہے اس میں بھی فرمایا گیا ہے "أَلصِّيَامُ جُنَّةٌ"، جن کا ایک ہی مطلب ہے کہ روزہ ڈھال ہے۔ ان احادیث میں ڈھال سے کیا مطلب ہے؟

جواب: عرش کی عزت، فرش کی زینت، شہنشاہ مدینہ ﷺ نے ان احادیث مبارکہ میں روزہ کی اہمیت اور اس کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔ اصل میں ڈھال ایک ایسے جنگی آلہ کو کہتے ہیں جس سے غازی میدان جنگ میں دشمن کی تلوار کو روک کر اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ ادھر دنیا کے میدان میں سب سے بڑا دشمن نفس اور شیطان ہے۔ تو جس طرح سے ڈھال دشمن کے وار سے حفاظت کرتی ہے اسی طرح روزہ انسان کو دنیا میں برائیوں سے بچا کر انسان کے ازلی دشمن نفس اور شیطان کے حملوں سے حفاظت کرتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچائیگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میّت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو نماز اس کے داہنی طرف ڈھال بنکر آتی ہے، روزہ بائیں طرف، قرآن سر کی طرف اور صدقہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے۔

دیکھو ان عبادات میں ہر ایک کو ڈھال کی مانند بتایا گیا، دوسرے ڈھال کا مطلب یہ بھی ہے کہ روزہ نفسانی شہوات کو توڑ دیتا ہے۔ اس لئے ہر روزہ دار کی ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان تمام چیزوں سے بچانے کی کوشش کرے جو روزہ کو توڑ دیتی ہیں، یا ثواب کو کم کرتی ہیں۔ یا ڈھال کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایک مضبوط قلعہ کی مانند ہے جس طرح ایک قلعہ کی آڑ میں انسان کو دشمن کے خطرات سے پناہ مل جاتی ہے، اسی طرح روزہ بھی نیکی کا ایک مضبوط پائدار قلعہ ہے جس کے روحانی سایہ

میں آکر انسان اپنے ازلی دشمن شیطان سے محفوظ ہو کر نیکی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں بھلائی کا ایک عظیم جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور گناہ کی قوت ختم ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے۔اسی لئے انسان روزہ رکھنے سے بہت سی برائیوں سے بچ کر نیک اور صالح بن جاتا ہے اور دنیا کے رنج و غم سے بھی آزاد ہو جاتا ہے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو کر خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسی لئے محبوب کبریاء، تاجدار دوعالم ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالی اس کو ستر(۷۰)سال کی مسافت تک دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔

اس حدیث پاک میں روزہ کو نجات کا ذریعہ بتایا گیا یعنی روزہ دار کو دوزخ سے بہت دور کردیاجاتاہے گویا روزہ دوزخ سے چھٹکارہ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ایک دوسرے مقام پر رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ...... ”جس نے اللہ تعالی کی رضا کی خاطرایک روزہ رکھا، اللہ تعالی اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ایسی بڑی خندق بنا دیتا ہے جیسے آسمان اورزمین کے درمیان فاصلہ“۔

مذکورہ بالا حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ”للصَّائِمِ فرحتَانِ فَرحَۃٌ عِندَ فِطرِہٖ وفَرحَۃٌ عندلقاءِ رَبِّہٖ“ کہ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی رب سے ملاقات کے وقت۔افطار کے وقت کی خوشی تو ظاہر ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے مالک کی خاطر اس کا حکم بحسن و خوبی ادا کرے گا تو اس کی ادائگی پر بے حد خوشی ہوگی، یقیناً حکم کی ادائگی پر رب تعالی راضی ہوگا تودل میں نور اور سینہ میں سرور بھی ہوگا، اور جسمانی فرحت بھی، کہ سخت پیاس کے بعد ٹھنڈا پانی ملتا

ہے جو یقیناً خوشی کا سبب ہے۔ اور تیز بھوک کے بعد رب کی روزی بہت اچھی لگتی ہے، یہ بھی ایک خوشی ہے۔اور رب سے ملاقات کی خوشی وہ توخدانے چاہا تومرتے وقت اورقیامت کے دن بھی،جب خدا کی مہربانیاں، کرم نوازیاں روزہ دار دیکھے گا اس خوشی کا بیان تو نوک قلم سے باہر ہے۔ کریم اپنے کرم سے فرمائے گا۔ دنیا میں جو میں نے کہا تھا تو نے کیا، اب تجھ کو اس کا بہتر سے بہتر صلہ دوں گا، خدا خیر سے وہ دن لائے۔آمین۔

اور افطار کے وقت یہ بھی روزہ دار کے لئے خوشی کا سبب ہے کہ اس میں اس کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے، چونکہ جن لوگوں کی دعاؤں میں عجزوانکساری اوراخلاص ہوان کی دعا جناب رب العزت میں جلدی پیش ہو کرقبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے، اور یہ چیزافطار کے وقت روزہ دار کے اندر بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم غریبوں کے غمخوار، احمد مختار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں...... لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُم : أَلصَّائِمُ حَتّٰى يُفطِرَ والإِمَامُ العَادِلُ وَدَعْوَةُ المَظْلُومِ، يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوقَ الغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ و يَقُولُ الرَّبُّ وعِزَّتِی لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَو بَعدَ حِيْنٍ۔

ترجمہ: تین آدمی کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے: نمبر۱: روزہ دار کی افطار کے وقت، نمبر۲: عادل بادشاہ کی، نمبر۳:مظلوم کی جن کو اللہ تعالی بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اورارشادربانی ہوتاہے"میں تیری ضرورمدد کروں گااگرچہ کچھ تاخیر ہو جائے۔'

روزہ دار کے لیئے جنت میں داخل ہونے کا گیٹ

جہاں روزہ دار آخرت میں روزہ کی بھوک اور پیاس کے بدلے جنت میں اس مقام سے گذارے جائیں گے جسمیں اعلیٰ اور عمدہ کھانے پینے کی چیزیں مہیا ہونگی اور وہ دل بھر کے کھائیں گے پئیں گے، وہیں ان کی

مخصوص مہمانی اور قدردانی کے لئے جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک مخصوص گیٹ بنایا گیا ہے جس کا نام باب ریّان ہے، جسے کل قیامت میں صرف روزہ داروں کے لئے کھولا جائے گا۔ اور ایسا دنیا میں دیکھنے میں بھی آتا ہے کہ جب کسی عظیم شخصیت کو کسی دعوت میں مدعو کیا جاتا ہے تو عام لوگوں کے علاوہ اس کے استقبال کے لئے ایک مخصوص گیٹ بنایا جاتا ہے جس سے عام لوگوں کا گذر نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس سے اس مہمانِ خصوصی ہی کی عزت و تعظیم مقصود ہوتی ہے، اسی مخصوص گیٹ کے متعلق رحمتِ عالم، نور مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں......

فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ۔

ترجمہ: جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

ریّان، ری ؓ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں بہت زیادہ سیراب اور پیاس کو دور کرنے والا، روزہ دار جب اس گیٹ سے گذر کر جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے لئے وہاں بے شمار کھانے پینے کی چیزیں مہیا ہونگی جہاں وہ جی بھر کے کھائیں گے اور یہ انکا خصوصی اعزاز و اکرام روزہ رکھنے کی وجہ سے ہوگا۔

جنت کے آٹھ دروازے

جنت میں داخل ہونے کے لئے آٹھ دروازے بنائے گئے ہیں اور یہ دروازے انسان کے اعمال و درجات کے لحاظ سے مخصوص کئے گئے ہیں۔ حساب و کتاب کے بعد انسان اپنے اعمال و درجات کے مطابق ان دروازوں سے جنت کی بہاروں میں گذر جائیں گے جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ لیکن باب ریان سے داخل ہونے میں جو آسانی اور فرحت محسوس کریں گے

وہ دوسرے وہم و گمان میں بھی نہیں لا سکتے ہیں۔ چونکہ وہاں پانی کی نہریں بے حساب سبزہ زاریاں پھل فروٹ، اور سیرابی و شادابیاں ہیں ان کا حسن و جمال نہ ہمارے خیال میں آ سکتا ہے نہ گمان میں، زبان میں کہاں طاقت کہ بیان کرے ہاں انشاء اللہ کل دیکھ کر ہی پتہ لگے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ چور اور روزہ توڑ مسلمان اگرچہ خدا عزوجل کی رحمت اور مصطفے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں لیکن اس دروازے سے نہیں جا سکتے کیوں کہ یہ روزہ داراں کے اعزاز کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

ان آٹھ دروازوں کی مزید توضیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث سے سامنے نکھر کے آتی ہے۔

عَنْ أَبی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنفَقَ زَوْجَیْنِ فِی سَبِیلِ اللّٰه عَزَّ وجَلَّ نُودِیَ فِی الجَنةِ یَا عَبدَاللّٰهِ هٰذا خَیرٌ فَمَن كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوٰةِ یُدْعٰی مِنْ بَابِ الصلٰوٰةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهلِ الجِهادِ دُعیَ مِنْ بَاب الجِهادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهلِ الصِّیام دُعیَ من بأب الرَّیَّانِ قَالَ أبو بَكْرٍ رضی اللّٰه تعالی عنه یارسول اللّٰه علیكَ الصّلٰوٰة و السّلامُ ما عَلیٰ أحدٍ یُدعیٰ مِنْ تِلكَ الأبوابِ مِن ضَرُورَةٍ فَهلْ یُدعٰی أحدٌ مِن تِلكَ الأبواب كُلِّهاَ قَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ أَرجُوأَنْ تَكونَ مِنهُم۔

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا......جو شخص اللہ کی راہ میں ایک جوڑا دے اسے جنت میں پکارا جائے گا "اے اللہ کے بندے یہ تیری نیکی ہے" تو جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہوگا اسے روزہ کے گیٹ ریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو شخص سب دروازوں سے بلایا جائے اس

پر کیا چیز ضروری ہے کیا کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو سارے دروازوں سے بلایا جائے۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں" مجھے امید ہے کہ تم ہی ایسے لوگوں میں سے ہوگے۔

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے

مولیٰ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں اور دولتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں، صحت و تندرستی حسن و جمال علم و ہنر، اموال و اولاد وغیرہ ان نعمتوں کا انسان جتنا بھی شکریہ ادا کرے وہ کم ہے ان نعمتوں کے شکر کی ایک عملی تصویر یہ بھی ہے کہ رضائے مولیٰ کے لئے ان نعمتوں کو راہ جاناں میں دوسروں پر خرچ کیا جائے، مال و دولت کا شکرانہ صدقہ، خیرات و زکوٰۃ کو ادا کرنا ہے۔ علم کی زکوٰۃ علم کو دوسروں تک پہونچانا ہے اور صحت و تندرستی کی زکوٰۃ راہ جاناں میں بھوک و پیاس برداشت کرنا اور اپنے نفس کی خواہشات کو ضبط کرنا اور دیگر جسمانی تکالیف اٹھانا ہے اور یہ سب چیزیں روزہ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔اسی لئے رحمت عالم،نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔"ہر چیز میں زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

حفاظت روزہ

میرے دینی دوستو! یہ جو بھی روزہ کے فضائل بیان کئے گئے یہ اُس کے لئے ہیں جو روزہ کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شریعت کے مطابق رکھے، اور جو چیزیں شرع میں معیوب ہیں ان سب سے پرہیز کرے، چوں کہ بھوک، پیاس، جماع وغیرہ سے رک جانا اور دیگر ممنوعات میں منہمک ہو جانا یہ ایک طرح کا فاقہ کرنا ہے نہ کہ روزہ۔ روزہ رکھ کر جھوٹ بول رہے ہیں، روزہ رکھ کر غیبت کر رہے ہیں، ایسے روزہ کے بارے میں ہمارے مدنی آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَن لَم يَدَعْ قَولَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِی أنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ...رواہ البخاری

ترجمہ : جس روزہ دار نے جھوٹی بات اور برے کام کو نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا، پینا، چھوڑنے کی پرواہ نہیں۔

ہمارے بعض بھائی جائز و حلال چیزیں تو روزہ میں چھوڑ دیتے ہیں، لیکن ناجائز و حرام میں مشغولیت کا کچھ نہ پوچھو، جھوٹ، بہتان، گالی گلوج، چغلی، لعن و طعن، زندگی کا محبوب مشغلہ بنائے ہوئے ہیں، ایسے لوگوں کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس نے باورچی خانہ بنایا اور محل گرا دیا۔

درجاتِ صوم

یہ بُرے کام اور بری باتیں ویسے تو ہر جگہ، ہر وقت برے ہیں مگر روزہ کی حالت میں زیادہ برے، چونکہ ان کے کرنے سے روزہ کی بے حرمتی اور مقدس ماہ بہاراں کی بے ادبی ہے، دیکھونا! ہر جگہ، ہر گناہ کا عذاب ایک ہے مگر مکہ معظمہ میں ایک گناہ کا عذاب ایک لاکھ ہے، صرف اس لئے کہ اس مقدس اور پاک مکان کی بے حرمتی و بے ادبی ہے، لیکن اتنا خیال رہے کہ ممنوعہ چیزوں کے ارتکاب یعنی جھوٹ، چغلی، غیبت، کرنے سے یہ روزہ شرعاً تو درست ہو جائے گا، مگر مقبولیت کی امید نہیں، کیوں کہ شرائط جوازِ روزہ تو نیت، کھانا، پینا اور جماع کو چھوڑنا ہے، ان ممنوعہ چیزوں کو چھوڑے بغیر روزہ محض فاقہ بن کے رہ جاتا ہے۔چوں کہ روزہ کا مقصد اہم معصیات کا ترک کرنا ہے، اور منشاء نفس کا زور توڑنا، جس کا نتیجہ و انجام گناہ چھوڑنا ہے جب روزہ میں گناہ نہ چھوٹے تو معلوم ہوا کہ نفس ہی نہ مرا۔ اسی لئے علماء کاملین نے روزہ کے تین درجے کئے۔

نمبر ۱ : عوام کا روزہ، نمبر ۲ : خواص کا روزہ، نمبر ۳: خاص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ کھانے، پینے اور جماع وغیرہ سے رکنا ہے خواص کا روزہ، جسے صالحین کا روزہ کہا جاتا ہے اور یہ تو اعضاء بدن کو تمام گناہوں

سے روکنے کا نام ہے اور یہ اس وقت تک حاصل نہ ہوگا جب تک کہ آنکھ کو بری چیزوں کے دیکھنے سے اور زبان کو چغلی، غیبت، جھوٹ وغیرہ سے نہ روکا جائے۔ اسی لئے اشرف انبیاء، محبوبِ کبریاء ﷺ نے ارشاد فرمایا۔پانچ چیزیں روزہ کے ثواب کو باطل کر دیتی ہیں......

(۱) جھوٹ (۲) غیبت (۳) چغلی (۴) جھوٹی قسم (۵) نظر بد

ایسے ہی کان کو نامشروع، وغیرپسندیدہ چیزوں کے سننے سے روکا جائے، بلکہ جسم کے جملہ اعضاء کو ممنوعات سے روکا جائے حتی کہ افطار و سحری کے وقت مشکوک و مشتبہ چیزوں سے نفس کو قابو میں رکھا جائے۔ ایسے روزہ کا کیا ہوگا جس میں حلال سے رُکا اور حرام سے افطار کیا۔

لہٰذا اے میرے دینی دوستو، اور اسلام کی بہارو! ماہ مبارک رمضان کے روزہ رکھو اور ان تمام بری باتوں سے اپنے روزہ کی حفاظت کرو جن سے ہمیں اور آپ کو روکا گیا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے روزوں کا صلہ ہمیں بھوک و پیاس کے علاوہ کچھ نہ ملے۔ جیسا کہ محبوب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ إِلاَّ الجُوْعُ وَالعَطْشُ

ترجمہ: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزے کا عوض بھوک و پیاس کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ بعض کاملین نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ حلال کا استعمال بھی پیٹ بھرنے کی حد تک نہ کرے،

خاص الخواص کا روزہ، اور یہ تو دل کا روزہ ہے یعنی دل کو ماسوا اللہ سے روکنا یا خالی کرنا اور یہ انبیاء و صدیقین کا روزہ ہے مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے **آمین**۔

فضیلت ماہ بہاراں

میرے دینی دوستو! اب تک جو بیان ہوا یہ مطلقاً روزہ کی اہمیت و فضیلت کے متعلق تھا۔ مگر اب ہم ماہ رمضان المبارک اور اس کے روزوں کے متعلق نیز رمضان کی بہاروں کی کچھ جھلکیاں پیش کریں گے۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ ۔ اَلْآیۃ

ماہ بہاراں رمضان کے جو فضائل و مناقب ہیں وہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں اس کے انوار و تجلیات سے ہر مسلمان کچھ نہ کچھ اپنی ہمت کے مطابق فائدہ حاصل کرتا ہے، لیکن عاشقین و صالحین کے یہاں جو اہتمام و استقبال اس مبارک مہینے کا ہوتا ہے وہ ہم جیسوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

اے خدا کے بندو! رمضان کے فضائل تم کیا جانو، اس کی فضیلت و قدر و قیمت پوچھنی ہے تو رحمت عالم نورمجسم ﷺ اور ان کے صحابہ سے پوچھو، جو عرب کے تپتے ہوئے ریگزاروں میں گرمی کے موسم میں روزہ رکھ کر جہاد کرتے تھے۔ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اگر میری امت کو پتہ چل جائے کہ رمضان میں کیا کیا نعمتیں ہیں تو پورا سال رمضان ہونے کی تمنا کرے۔ اسی لئے آپ ﷺ بہت پہلے سے رمضان کی آمد کا انتظار فرماتے تھے۔اور چاند دیکھتے ہی پورا مہینہ خود عبادت میں مشغول رہتے اور اپنے گھر والوں اور صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب فرماتے۔ اسی لئے عالی ہمت خاصانِ خدا عزو جل، عشاقِ مصطفےٰ ﷺ بھی اس موسم بہاراں کے لئے اور محبوب ترین مہینہ کی آمد کے لئے سال بھر دن گنتے رہتے تھے۔ بعض اولیاء کرام کے بارے میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ عید کا چاند دیکھتے ہی آنے والے رمضان کا انتظار شروع فرما دیتے تھے، ماہِ بہاراں کے آتے ہی اللہ والوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ وامنگ پیدا ہو جاتی تھی، خانقاہوں اور

دینی و روحانی مرکزوں کے بارے میں کچھ مت پوچھئے ان کی تو رمضان آتے ہی فضا بدل جاتی تھی، وہاں شیخ و مرشد سے عقیدت رکھنے والے ایسے کھچ کھچ کراس مبارک مہینہ میں آ جاتے تھے جیسے شمع کی طرف پروانے، یا لوہا چمبک کی طرف، اور عبادت و تلاوت، ذکر و فکر، یکسوئی اور یاد الٰہی میں اس طرح مشغول ہو جاتے تھے کہ گویا اس رمضان کے بعد پھر کوئی رمضان ہی نہیں آئیگا اور ہر شخص دوسرے شخص سے عبادت و ریاضت میں بڑھ جانے کی بے حد کوشش کرتا، اور رمضان کے ہردن کوصرف رمضان کا ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی کا آخری دن سمجھتا۔ اللہ اللہ! دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے اور ان کے پاس اس پر کیف ماحول میں جو غافل آجاتے تھے ان کی افسردہ طبیعتوں میں ایک نئی گرمی اور پست ہمتوں میں اعلی ہمتی پیدا ہو جاتی تھی۔ بلکہ مردہ دلوں میں زندہ دلی اور بلند پروازی پیدا ہو جاتی تھی، اور مردہ جسموں میں بجلی کا سا ایک کرنٹ پیدا ہو جاتا تھا، ان روحانی اور ملکوتی مرکزوں میں رہنے والے خدا کے بندے دنیوی اغراض و مقاصد، اور نفس پرستی و دنیا طلبی سے دور ہو کر اپنے خدائے عزوجل اور محبوب خدا ﷺ کوراضی کرنے میں شب و روز مشغول رہتے۔

مگر آہ! اب آنکھیں ایسا ماحول دیکھنے کو ترستی ہیں نہ وہ مراکز، نہ وہ پر کیف فضائیں، نہ وہ خدا طلبی کا جذبہ، نہ وہ ذکر و فکر، نہ وہ تلاوت، نہ وہ عبادت، اور نہ ہی وہ درددل ۔

شعر:

جو دیا کرتے تھے دوائے درد دل
وہ دوکان آج اپنی بڑھائے گئے

رمضان کے قیدی شیاطین

رمضان جہاں مومنوں کے لئے رحمت و برکات کا مہینہ ہے اور طاعات و عبادات کی بہار کا زمانہ، بلکہ نزولِ قرآن کی ایک سالگرہ ہے اور

روحانیات کا ایک جشن عالم ہے، وہیں دوسری طرف شیاطین اور سرکش اَجنہ کے لئے ایک قید کا زمانہ، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا......

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔

ترجمہ: جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ رمضان بھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی کے طلب گار آ۔ او برائی چاہنے والے برائی سے باز آ۔ اور مولیٰ کی طرف سے لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ عمل رات بھر جاری رہتا ہے۔

اس حدیث پاک کے اندر مومن روزہ داروں کو رحمت والے آقا ﷺ نے چند خوش خبریاں سنائیں مثلاً رمضان میں شیاطین اور سرکش اَجنہ کا قید ہونا، دوزخ کے دروازوں کا بند کیا جانا، جنت کی بہاروں کے دروازوں کا کھلنا، روحانی منادی کا اس مبارک مہینہ میں اعمال خیر کے لئے بار بار پکارنا، اور اس کی مقدس راتوں میں جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنا وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ایک اور حدیث امام بخاری سے مروی ہے محبوب خدا ﷺ نے فرمایا.....جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں آیا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک حدیث امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جس میں رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا.....جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند

کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں قید کر دیئے جاتے ہیں۔

میرے دینی دوستو! قرآن شاہد ہے کہ شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے اور وہ انسان سے ہر وہ کام کرانے کی کوشش کرتا ہے جس سے وہ اپنے مولیٰ سے دور ہو جائے، یہ ابلیس، ملعون، شیطنت کا گرو انسانی دشمنی میں اکیلا نہیں ہے بلکہ ارواحِ خبیثہ اور سرکش جنوں کے چیلوں کی ایک بڑی جماعت بھی اس کے ساتھ ہے اس گروہِ ملعونہ کو اتنی طاقت حاصل ہے کہ وہ بیک وقت دنیا میں ہر انسان کو راہِ جاناں سے غافل کرنے میں پورا زور لگاتے ہیں اور ان کو انسانی نفس اور اس کی خواہشات پر قبضہ کر کے راہِ مولیٰ سے گمراہ کرنے میں بڑا کمال حاصل ہے۔

مگر قربان جایئے اپنے مولیٰ کی رحمتِ بے پایاں پر، یہ اس رحیم و کریم مولیٰ کی خاص عنایت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ہر وہ موقع فراہم کیا ہے کہ جس میں اس کے بندے اسے یاد کریں اور اس کی عبادت کر سکیں۔ ماہ مبارک رمضان کے آتے ہی شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور اس جنیت گروہ کے افعال پر پابندی لگا دی جاتی ہے تاکہ انسانوں سے برائیاں سر زد نہ ہوں اور یہ بات رمضان کے مبارک مہینہ کے اندر دیکھنے میں آتی ہے کہ دیگر ایام کے مقابلہ میں انسان زیادہ نیکیاں کرتا ہے۔

سوال: جناب یہ بتایئے کہ رمضان میں جب شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں تو پھر انسان برائیاں کیوں کرنے لگتا ہے؟ حالانکہ حدیث میں فرمایا گیا کہ وہ قید کر دیئے جاتے ہیں، پھر تو رمضان میں انسان سے رتی بھر برائی نہیں ہونا چاہیے۔

جواب نمبر ۱: حدیث میں شیاطین کے قید کرنے سے اشارہ اور کنایہ ہے نفوس انسانیہ کا رمضان کے مہینے میں شیاطین کے گمراہ کن وساوس کے قبول نہ کرنے کی طرف، چونکہ روزہ سے انسان کی وہ قوتِ حیوانیہ اور شہوانیہ جو رنگ برنگی برائیوں کی طرف بلاتی ہے وہ پامال ہو جاتی ہے۔ اور بھوک و پیاس کا بوجھ اٹھا کر وہ قوت عقلیہ جنم لیتی ہے جو طاعات و عبادات کا پیغام لاتی ہے۔

جواب نمبر ۲: یا یہ کہ حدیث کا معنیٰ اپنے ظاہر پر ہے اور حقیقت میں گرو

ابلیس اپنے چیلوں کے ساتھ اس مہینہ میں قید کر دیا جاتا ہے اب جو برائی بھی انسان سے سرزد ہوتی ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے، چوں کہ شیاطین کے اثرات انسان کے نفس امارہ میں اثرانداز ہوجاتے ہیں انہیں کے زیر اثر لوگ خود بھی برے کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی برائیوں میں ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اب رمضان میں جو بھی انسان برائی کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی بنا پر کرتا ہے جو شیطان کی آماج گاہ ہے۔

سوال: رمضان میں شیاطین کو قید کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: تاکہ روزہ داروں کے دلوں میں وسوسہ پیدا نہ کرسکیں۔

سوال: مذکورہ بالا حدیث میں دوزخ کے دروازے بند ہونے سے کیا مراد ہے؟

جوب نمبر ۱ : جہنم ایک بہت بڑا گڑھا ہے جو نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے، جس میں مختلف طبقے ہیں رمضان کے مہینے میں جہنم کے دروازوں کے بند کئے جانے سے اشارہ اور کنایہ ہے ان جملہ معصیات اور گناہوں سے رکنے کی طرف، جو انسان کے جہنم میں جانے کا سبب بنتے ہیں چوں کہ روزہ دار رمضان میں گناہ کبیرہ سے ازحد درجہ بچتا ہے بلکہ روزہ کی برکت سے اس کے گناہ صغیرہ بخش دیئے جاتے ہیں اسی لئے فرمایا گیا ہے "الصیَامُ جُنَّۃٌ" روزہ سپر و ڈھال ہے۔ دوسرے! روزہ دار کے لئے مخصوص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جن کے سبب انسان اعمالِ خیر میں زیادتی کر کے گناہ کم، یا ختم کر دیتا ہے اور یہ نیکیوں کی زیادتی روزہ دار کے لئے جہنم سے آزادی کا سبب بنتی ہے اور جہنم سے چھٹکارہ، اسکے لئے جہنم کے گیٹ کا بند ہونا ہے۔

جواب نمبر ۲ : یا حدیث کا یہ جملہ بھی اپنے ظاہر پر ہے کہ حقیقتاً رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازے بند ہی کر دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینے میں گناہگاروں بلکہ کافروں کو قبروں میں دوزخ کی گرمی نہیں پہونچتی اور لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ رمضان میں عذاب قبر نہیں ہوتا ہے۔ تقریباً اس کا بھی یہی مطلب ہے۔

تنبیہ: خیال رہے رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں جنت اور دوزخ کے دروازے کبھی کھلتے ہیں اور کبھی بند ہوتے ہیں، لیکن رمضان میں پورا مہینہ دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

سوال: حدیث میں فرمایا گیا کہ رمضان شریف میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حالانکہ ابھی جنت میں کوئی نہیں جارہا ہے، جنت میں جانا قیامت کے حساب و کتاب کے بعد ہوگا تو اس کے دروازے کھلنے سے کیا فائدہ؟

جواب: یہاں پر بھی حدیث یا تو اپنے ظاہر پر ہے کہ واقعی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے جنت کی حور و غلماں کو خبر ہو جاتی ہے کہ دنیا میں رمضان آ گیا۔ اور وہ روزہ داروں کے لئے دعا میں مشغول ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

روزہ دار کے لئے سب کی دعاءِ بخشش

جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو عرش و کرسی اور فرشتے اعلان کرتے ہیں، مژدہ ہو محبوب خدا کی امت کو اعزاز و اکرام کا، اور چاند و سورج روزہ دار کے لئے بخشش و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور آسمانوں کے چمکتے ستارے اور فضا میں اڑنے والے پرندے، اور پانی کی تیرتی مچھلیاں، حتی کہ شیاطین کو چھوڑ کر ہر ذی روح زمین کے اوپر رات و دن روزہ داروں کے لئے خیر کی طلب میں لگے رہتے ہیں، اور روزہ دار صبح کو اس حال میں اٹھتا ہے کہ خدا اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اور رب کریم کا فرشتوں کو حکم ہوتا ہے ......

إِجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ وَتَسْبِيْحَكُمْ فِي رَمَضَانَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ

کہ اے اللہ کے معصوم فرشتوں! تم اپنی رمضان کی تسبیح و تہلیل کو میرے محبوب کی امت کے واسطے کردو۔

جواب نمبر ۲: یا یہاں پر بھی جنت کے دروازوں کے کھلنے سے اشارہ اور کنایہ ہے ان طاعات و عبادات کی طرف جو جنت اور فضل الٰہی کے حصول کے سبب ہیں اور خداوند قدوس کی خاص رحمت و برکات کے نزول کی طرف بھی، چونکہ

اس مبارک مہینے میں ان رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جو عام دنوں میں نازل نہیں ہوتیں۔ دوسرے! اس مبارک مہینہ میں آدمی کو گناہوں سے بچاکر دیگر دنوں کے بہ نسبت توفیق زیادہ ملتی ہے جیسا کہ اسی حدیث میں اس چیز کو بھی مکمل طور پر واضح کر دیا گیا کہ خدا کی طرف سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے، اے بھلائی کے طلب کرنے والے آ۔اللہ کی طرف آ۔ مسجد و عبادت کی طرف آ۔ تھوڑا عمل کر بڑا بدلہ پا۔ایک نیکی کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک پا۔ارے نادان! کمائی کا زمانہ آ گیا ہے کچھ کما کے جا۔ گناہوں سے باز آ۔ جہنم سے نجات پا۔

اسی روحانی اعلان کا یہ اثر رمضان میں نظر آتا ہے کہ اس زمانے میں بے نمازی، نمازی بن جاتے ہیں۔ گناہگار تائب بن کر دربار خدا میں آ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بچے اور بوڑھے بھی۔ جو نماز سے گھبرائیں وہ بھی نمازی بن جاتے ہیں اور روزہ پر حریص ہو جاتے ہیں اور خدا کے گھر اس مہینہ میں نمازیوں کے ذکر و فکر سے معمور و آباد ہو جاتے ہیں۔ خدا ہمارے ایمانی بھائیوں کو ان دنوں نداؤں پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تلاوت و عبادات کا افضل مہینہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جیسے ہفتہ کے دنوں میں جمعہ افضل ہے ایسے ہی سال کے مہینوں میں رمضان افضل ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ربیع الاول افضل ہے۔

اس مہینے کے چار نام ہیں:۔

(۱) ماہِ رمضان (۲) ماہ صبر (۳) ماہ مواسات (۴) ماہ وسعت رزق

روزہ میں صبر ہی صبر ہے جس کی جزا رب ہے جو اسی مہینہ میں رکھا جاتا ہے اسی لئے اسے ماہ صبر کہتے ہیں۔

مواسات" کا معنیٰ آتا ہے بھلائی کرنا چونکہ اس مہینہ میں تمام مسلمانوں سے خاص کر رشتہ داروں سے زیادہ بھلائی کرکے ثواب حاصل کیا جاتا ہے اسی لئے اس کو ماہ مواسات کہتے ہیں۔

اس مہینے میں رزق کی فراوانی ہوتی ہے حتی کہ غریب بھی اس مہینہ میں وہ نعمتیں کھا لیتا ہے جو دوسرے مہینے میں امیر بھی نہیں کھا پاتے، اس لئے اس کو ماہ وسعت رزق کہتے ہیں۔

سوال: اس مبارک مہینہ کو رمضان کیوں کہتے ہیں؟ قرآن پاک میں بھی اس کو رمضان کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

جواب نمبر ۱: یا تو رَمضٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گرمی یا جلنے کے۔ چونکہ مسلمان اس زمانے میں بھوک و پیاس کی گرمی برداشت کرتے ہیں یا اپنے گناہوں کو روزہ رکھ کر بھوک و پیاس کی آگ میں جلاتے ہیں اس لئے اس کو رمضان کہا جاتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کو زنگ سے صاف ستھرا کر کے مشین کا پرزہ بنا دیتی ہے ایسے ہی بلا تشبیہ یہ مبارک مہینہ گناہ گاروں کو گناہوں کی زنگ سے صاف ستھرا کر کے محبوب سے ملاقات کے قابل بنا دیتا ہے۔

جواب نمبر ۲: یا رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسے رحمٰن، اس کا صفاتی نام ہے۔ چوں کہ اس مہینہ میں دن و رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے بایں سبب اسے قرآنِ پاک میں شھرُ رَمَضَانَ یعنی اللہ تعالی کا مہینہ فرمایا گیا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ یہ نہ کہو کہ رمضان آیا اور رمضان گیا، بلکہ یہ کہو کہ ماہ رمضان آیا اور ماہ رمضان گیا۔ چونکہ یہ اللہ تعالی کا نام ہے جیسے مسجد اور کعبہ کو خدا کا گھر کہتے ہیں کیوں کہ وہاں خدا ہی کے کام ہوتے ہیں ایسے رمضان اللہ کا مہینہ ہے کہ اس میں اللہ ہی کے کام ہوتے ہیں۔ روزہ، تراویح، تلاوت، وغیرہ تو اللہ کے کام ہی ہیں مگر جو حالتِ روزہ میں تجارت وغیرہ کی جاتی ہے وہ بھی اللہ ہی کے کام قرار پاتے ہیں۔

سوالٌ: رمضان المبارک کے مہینے کو جو تقدس حاصل ہے اور اس مہینہ میں ہر عبادت کا اجر، دس سے سات سو گنا تک ملتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس ماہ کے تقدس و عظمت کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ تو یہی ہے کہ اس مہینہ میں قرآنِ پاک نازل ہوا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں خود

ارشاد ہے۔

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡآنُ

یعنی رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مبارک مہینہ کی بڑی اہمیت ہے۔ چونکہ جب بھی کوئی آسمانی صحیفہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو اسی مہینہ کا انتخاب فرمایا۔ جیسا کہ حدیث شریف کے اندر روایت کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان المبارک کی پہلی تاریخ میں نازل ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت چھ رمضان المبارک کو نازل ہوئی اور زبور بارہ رمضان کو انجیل اٹھارہ رمضان کو، جبکہ قرآن پاک اسی مہینہ کی شب قدر یعنی ستائیسویں شب میں نازل ہوا اس سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رمضان المبارک کتنا مبارک مہینہ ہے۔ اسی لئے رحمت عالم، جان عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو رمضان کی آمد پر خوش ہوا اللہ اس کے جسم کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے بایں وجہ اللہ والے رمضان کی آمد کا رمضان ختم ہوتے ہی انتظار شروع کر دیتے تھے اور رمضان کے آتے ہی اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہوئے عبادت و ریاضت میں اضافہ کر دیتے تھے۔

سوال: روزہ کے لئے دیگر مہینوں کو چھوڑ کر رمضان المبارک کے مہینہ کا انتخاب کیوں کیا گیا۔

جواب: چونکہ رمضان المبارک دیگر مہینوں سے افضل ہے اس لئے کہ اسی مہینہ میں شبِ قدر بھی ہے، جس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ دوسرے! قرآن مقدس بھی لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اسی مہینہ میں نازل ہوا۔ تیسرے! دیگر آسمانی صحیفے بھی اسی مہینہ میں نازل کیے گئے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ چوتھے! رمضان لفظ رمضاء سے بنا ہے جس کے معنی ہیں اس موسلادھار بارش کے جو زمین سے گردو غبار صاف کر

دیتی ہے تو رمضان میں روزہ فرض فرماکر اشارۃً بتا دیا گیا کہ جیسے موسلادھار بارش زمین کے گردوغبار کو دھوکر پاک و صاف کر دیتی ہے ایسے ہی رمضان کے روزے اس امت کے گناہوں کو دھو کر اور انکے دلوں کو پاکیزہ بناکر محبوب سے ملنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔

سوال: روزہ کے لئے چاند کا مہینہ مقرر کیا گیا شمسی مہینہ کا انتخاب کیوں نہ ہوا؟

جواب نمبر۱ : قمری مہینہ میں روزہ فرض فرماکر ان نصاریٰ کا رد کر دیا گیا جنہوں نے قمری مہینہ کے روزہ چھوڑکر شمسی مہینے مقرر کر لئے تھے۔ چوں کہ عیسائیوں پر رمضان ہی کے روزے فرض تھے مگر قمری مہینے مختلف موسموں میں گردش کرتے رہتے ہیں لہٰذا گرمی کے موسم میں بھی آتے تھے اور گرمی میں انہیں عیش پرستی کی بنا پر سخت تکلیف ہوتی تھی، اس لئے انہوں نے شمسی مہینے کے حساب سے اپنے اوپر روزے لازم کر لئے تھے تاکہ گرمی کے روزے سے بچے رہیں۔ البتہ اس کے عوض انہوں نے بیس روزے اور بڑھا لئے تھے۔

جواب نمبر ۲ : چاند کے مہینے موسموں میں گھومتے رہتے ہیں اس لئے مسلمانوں پر چاند کے حساب سے روزے فرض کئے تاکہ مسلمان ہر موسم میں روزے رکھیں۔ کبھی سردی میں رکھکر آسانی سے فائدہ اٹھائیں، اور کبھی گرمی میں رکھ کر مشقت اٹھا کر زیادہ ثواب کے مستحق بنیں۔

جواب نمبر ۳ : شمسی مہینے میں موسم پرستی کا وہم پیدا ہوتا ہے اس لئے مسلمان ہر کام قمری مہینہ سے کرتا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان موسم کے پجاری نہیں بلکہ موسم کے خالق کے پرستار ہیں۔

حکایت : محمد نام کا ایک شخص تھا جو بالکل نماز نہیں پڑھتا تھا لیکن رمضان کا مقدس مہینہ آیا تو اس نے خوشبودار کپڑوں سے اپنے کو آراستہ

کیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی، حتیٰ کہ فوت شدہ نمازیں بھی ادا کرنے لگا، لوگوں نے اس سے کہا کہ اب یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ یہ توبہ کی قبولیت اور بخشش و مغفرت کا مہینہ ہے، یہ رحمت و برکت کا مہینہ ہے۔ میں اللہ کے کرم سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ بہاراں کے سبب میرے گناہوں کو معاف فرماکر مجھے بخش دیگا، پھر اچانک اس شخص کا انتقال ہو گیا، لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا، بولا مجھے میرے پروردگار نے رمضان شریف کی تعظیم کے طفیل بخش دیا۔ اسی لئے تو رحمت عالم ﷺ نے ارشادفرمایا۔

حدیث: مَن صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ

ترجمہ: جس نے ایمان کی حالت میں رمضان مقدس کا روزہ رکھااس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

اس حدیث پاک میں یہ عظیم مژدہ ان حضرات کے لئے تھا جو رمضان شریف کی تعظیم کرتے ہیں، اور روزے رکھ کر اپنے مولیٰ سے بخشش و مغفرت طلب کرتے ہیں۔ لہٰذا اے میری ملت کے بہارو! رمضان آنے پر خود بھی روزہ رکھ کر اس کی تعظیم کرو اور اپنے عزیزو اقارب کو بھی اس کی تعظیم کی تلقین کرو۔

تعظیم رمضان پر ایمان

حکایت: ایک مجوسی نے اپنے لڑکے کو اس مبارک مہینے میں بازار کے اندر کچھ کھاتے دیکھ لیا اور اسے مارنا شروع کر دیا اور بولا تو مسلمانوں کے مبارک رمضان کی تعظیم نہیں کرتا ہے۔ اور اس کے تقدس کو گلی کوچوں میں پامال کر رہا ہے، کچھ دنوں کے بعد جب اس آتش پرست کا انتقال ہو گیا تو ایک اللہ والے نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کی

بہاروں میں پھولوں کی جھرمٹ میں ایک عزت و بزرگی کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ کیا تو مجوسی نہیں تھا۔ جنت میں تو اہل ایمان آتے ہیں تو نے جنت میں یہ عظیم مرتبہ کیسے پا لیا؟ وہ بولا، بات ایسی ہی ہے مگر مرنے سے کچھ پہلے میں نے غیب سے ایک آواز سنی تھی کوئی پکارنے والا پکار رہا تھا اے میرے فرشتوں، اس کو بے دین مت چھوڑو، اس نے دنیا میں رمضان کی تعظیم کی ہے لہٰذا تم اس کو ایمان کی دولت سے معظم و محترم کر دو۔

اے میرے دینی دوستو! یہ ہمارے تمہارے لئے تازیانۂ عبرت ہے کہ جب ایک مجوسی رمضان کا احترام کر کے ایمان جیسی عظیم دولت پا سکتا ہے تو ہم اہل ایمان رمضان کی تعظیم و توقیر کر کے کیا نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے معاشرے میں ہر فرد و بشر کی ذمہ داری ہے کہ وہ علی الاعلان کھانے، پینے، گالی گلوج، جھوٹ چغلی اور غیبت سے باز آئے، خود بھی رمضان کی توقیر کرے اور اپنے بچوں اور عزیز و اقارب سے بھی رمضان کی تعظیم کرائے۔

فائدہ عظیمہ

شَہْرُ رَمَضَانَ الذی أنزلَ فِیهِ القرآنُ

(رمضان کا وہ مقدس مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا)

اس مبارک مہینے کی قرآن شریف کی طرف نسبت کر کے اسکے تقدس اور اہمیت کو ظاہر فرما دیا اور اسی سے پتہ لگا کہ جب کسی وقت یا جگہ کو کسی بڑی چیز سے نسبت حاصل ہو جائے تو اس وقت اور جگہ کو بھی عزت و عظمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس ارشاد عالی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدس مقامات، اور مقدس اوقات کو طاعات و عبادات کی زیادتی اور ان کے خشوع و خضوع میں دخل ہے اور بعض مقامات و اوقات کو رب

کریم کے یہاں شرف حاصل ہے کہ ان مقامات و اوقات میں عبادات و ریاضات اور یاد الٰہی میں مشغول ہونا دوسروں کی نسبت زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور زیادتی ثواب کا سبب ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مکہ ءمکرمہ میں رمضان کو پاکر اس میں اپنی طاقت کے مطابق روزہ رکھا اور قیام کیا تو دوسری جگہوں کی بہ نسبت اس کو ایک لاکھ رمضان گزارنے کا ثواب ملے گا اس لئے اہل دل خانہء خدا و خانہء مصطفےٰ میں ماہ رمضان المبارک گذارنے کی کوشش کرتے ہیں یا خدا کے کسی برگزیدہ بندہ کے مزار یا خانقاہ میں، چوں کہ ان مقامات پر یہ حضرات مخصوص روحانیت، کیف و سرور، انوار و تجلیات اور رحمت و برکات کی وہ عظیم دولت محسوس کرتے بلکہ مشاہدہ کرتے ہیں جو دیگر مقامات پر میسر نہیں ہوتی۔

یہیں سے یہ بھی پتہ لگا کہ جس مہینہ میں قرآن آیا، وہ مہینہ، وہ دن، اور وہ وقت کتنا افضل ہوگا۔ اسی لئے بعض عاشق ربیع الاول کو رمضان المبارک سے افضل مانتے ہیں چوں کہ نبی کریم ﷺ کلام لفظی سے افضل ہیں اسی لئے تو کعبہ دیکھنے والا حاجی کہلائے اور قرآن پڑھنے والا قاری، مگر صاحب قرآن کو دیکھنے والا صحابی کہلاتا ہے اور صحابی کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ کوئی حاجی، قاری تو دور، کوئی ولی بھی اس کے درجہ تک نہیں پہونچ سکتا۔

اشتیاق جنت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْجَنَّۃُ مُشْتَاقَۃٌ اِلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ تَالِی الْقُرآنِ۔

حَافِظِ اللِّسَانِ، مُطْعِمِ الْجِیْعَانِ وَ الصَّائِمِیْنَ فِی شَہْرِ رَمَضَانَ

ہمارے مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق و طلب گار ہے۔(۱) جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے (۲) جو بیہودہ و لغو باتوں سے اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے۔ (۳) جو بے چارے بھوکوں کو

کھانا کھلاتا ہے (۴) جو ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے۔

دیکھو! کس درجہ روزہ رکھنے والوں، تلاوت کرنے والوں، اور زبان کی نگہبانی کرنے والوں کی ہمت افزائی کی گئی ہے کہ دنیا میں ہر شخص کو جنت کی خواہش اور طلب ہوتی ہے اور ہر لمحہ وہ جنت کا مشتاق رہتا ہے، وہاں کے عالی شان محلوں اور حور و غلماں کی ملاقات کے لئے بے چین و بیقرار رہتا ہے مگر روزہ داروں کی یہ شان کہ جنت کی حور و قصور اور اس کی بہاریں خود اس کی مشتاق ہیں۔

حکایت : حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کی پہلی تاریخ کو میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں جنت کو اس حال میں دیکھا۔ گویا میں ہیرے و جواہرات کی نہر کے کنارے پر بیٹھا جنتی حوروں کو دیکھ رہا ہوں۔ گویا ان کے چہروں کا نور دوپہر کا چمکتا سورج ہے۔ میں نے فوراً لا إلٰهَ الّاَاللّٰهُ مُحمد رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا تو انہوں نے بھی لا إلٰهَ الّاَاللّٰهُ مُحمد رسولُ اللّٰه کا ورد کیا۔ اور بولیں جانتے ہو ہمیں رمضان میں سجدہ کرنے والوں، رکوع کرنے والوں، حمد کرنے والوں، اور روزہ رکھنے والوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا اے میرے دینی دوستو! جنت کی دوشیزائیں، مہ جبیں دلربائیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں، اگر کوئی جذبہ تمہارے اندر ان سے ملاقات کا انگڑائی لے رہا ہے تو اس چیز کو حاصل کر لو جو ان کی ملاقات کا سبب ہے اور مذکورہ واقعہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ کثرت سے رکوع و سجود کرو یعنی نماز پڑھو اور پابندی سے رمضان کے روزے رکھو۔

تین محروم شخص

میری ملت کے بہارو! امام المحدثین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث پڑھکر عبرت و نصیحت حاصل کرو قالَ عَلَیْهِ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَغِمَ أنفُ رَجلٍ ذُكِرتُ عِندَہٗ وَ لم يُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ أنفُ رَجُلٍ عِندَہٗ ابواہٗ أوْ أحدُھما فَلَم يَعمَل فِی حَقِّہِماَ يَد خُلُ وَرَغِمَ أنفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْہِ رَمَضَانُ وَتَمَّ رَمَضَانُ قَبلَ أَنْ يُّغفرَ لَہٗ۔

عرش کی عزت فرش کی زینت ﷺ ارشاد فرماتے ہے کہ کم نصیب ہے وہ شخص جس کے پاس میرا نام لیا جائے اورمجھ پر درود نہ پڑھے، اور کم نصیب ہے وہ شخص جو اپنے والدین کو، یا ان میں سے ایک کوپائے پھر جنت حاصل نہ کرسکے کتنا بڑاکم نصیب ہے وہ انسان کہ جس نے رمضان کے مبارک مہینہ کو پایا، رمضان تو گذرگیالیکن وہ روزہ رکھ کراپنے گناہوں کی بخشش ومغفرت نہ کرا پایا۔ میرے دینی مذہبی دوستو! اس مبارک ارشاد نبوی میں تین محروم شخصوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کم نصیب انسان ہے جس کے پاس یا سامنے ہمارے عرشی دولہا ﷺ کا اسم مبارک لیا جائے اور وہ درود و سلام نہ پڑھے۔

ہمارے علماء کرام نے تو یہاں تک فرمایا کہ جب جب نبیء معظم ﷺ کا ذکر کیا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے، اور ارشاد نبوی ﷺ ہے جو مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بخیل وکنجوس ہے۔ ایک مقام پر اور ارشاد فرمایا"جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو جاتی ہے"

ایک مبارک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہا یارسول اللہ علیك الصلوٰۃ والسلامُ جو آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اس کے لئے ستر ہزار(۷۰۰۰۰) فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور فرشتے جسکے لئے دعائے مغفرت کردیں وہی جنتی ہے۔۔

ایک اور ارشاد مبارک" فرمایا جو دنیا میں مجھ پر درود بھولے گا وہ قیامت میں جنت کا راستہ بھول جائیگا۔اس کے علاوہ نبیء کریم ﷺ پر درود پڑھنے میں بہت سے فوائد ہیں۔ درود شریف سے رزق کی تنگی دور ہوتی

ہے، غربت و مفلسی ختم ہوتی ہے، دربار خدا و رسول عزوجل وﷺ میں قرب حاصل ہوتا ہے، دل کی صفائی ہوتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، دشمنوں پر مدد ملتی ہے۔ درود شریف سے خدا کی خاص رحمت و برکت ملتی ہے، اور نبیء کریم ﷺ کی شفاعت سے جنت ملتی ہے۔

لہٰذا اے میرے دینی دوستو! کہیں تم اس سے محروم نہ ہوجانا۔ اس ارشاد رسول علیہ السلام میں اس دوسرے کم نصیب کا ذکر کیا گیا ہے جو ماں باپ کو پاکر، انہیں خوش کرکے جنت حاصل نہ کرسکے، اسلام میں ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں بہت ہی تاکید سے کام لیا گیا ہے۔ حدیث پاک میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے "جس نے اپنے ماں باپ کو خوش کرلیا اس نے اپنے خالق کو راضی کرلیا اور جس نے ان کو ناراض کیا اپنے مالک کو ناراض کیا"

حضرت فقیہہ ابواللیث نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت، زبور، انجیل اور قرآنِ مقدس اور جمیع آسمانی صحیفوں میں اپنے رسولوں کی زبانی ارشاد فرمایا میری خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور میری ناراضگی ان کی ناراضگی میں ہے۔

حضور رحمت عالم، نور مجسم ﷺ سے پوچھا گیا، سب سے بہتر عمل کیا ہے تو آپ نے فرمایا "نماز کے وقت میں نماز پڑھنا پھر ماں باپ کی خدمت کرنا"

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیء کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا

"جو شخص اپنے والدین کی زیارت کے لئے پیدل چلے، مولیٰ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کے لئے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھتا ہے اور سو برائیوں کو مٹا دیتا ہے نیز اس کے سو درجہ بلند کئے جاتے ہیں اور جب ماں باپ کی جناب میں ادب سے بیٹھ کر ان سے نرمی سے کلام کریگا، بروز قیامت اللہ

اسے ایک ایسا نور عطا فرمائیگا جو اس کے آگے آگے ہوگا۔ اور جب وہ ماں باپ کے پاس سے اٹھ کر آئیگا اسکے سب گناہ بخش دیئے جایئں گے۔

خلاصہ یہ کہ ہر عقل مند کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی سے بچے۔ چونکہ یہ سخت گناہِ کبیرہ ہے۔ اور ان کی جناب میں ہرگز بے ادبی نہ کرے، اپنی آواز کو ان کی آواز پر بلند نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، اگر ان کو دینی بات بتائے تو نرمی سے پیش کرے۔

بالفرض اگر قبول نہ کریں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے اور ہر نماز میں ان کی ہدایت و مغفرت کی دعا کرتا رہے چونکہ حدیث کے مطابق وہ تیری جنت ہیں یا جہنم۔ یعنی ان کی خوشنودی تیری جنت ہے اور ان کی ناراضگی تیری جہنم ہے۔

ارے فرمابردار بیٹے! ان کو محبت و پیار سے تیرا ایک نظر دیکھنا ایک حجِ مقبول کی بشارت دیتا ہے۔ ہمت مردانہ سے کام لے۔ پوری طرح سے ان کے احترام کے لئے مستعد ہو جا، اگر ان کے احترام میں کوئی آیت یا کوئی نص وارد نہ ہوتی تب بھی عقل کا تقاضہ ہے کہ ان کا احترام کیا جائے اور ہر عاقل پر واجب ہے کہ ان کی حقوق کی ادائگی میں کوشاں رہے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی خوشنودی حاصل کرے

مذکورہ بالاحدیث میں تیسرا وہ کم قسمت شخص ہے کہ رمضان گذر جائے اور اپنی بخشش و مغفرت نہ کرا سکے چونکہ رمضان رحمت و برکات کی بہاروں کا زمانہ ہے، ارے، اس میں تو اللہ کی رحمتوں کی بارش برستی ہے۔ لہٰذا گناہوں اور برائیوں سے بچکر اپنے مولیٰ کی کثرت سے عبادت کرکے اسکی رحمت و برکات سے مستفیض ہو۔ ارے نادان رمضان سے بڑھکر بخشش و مغفرت کے لئے کون سا وقت لائیگا کیوں کر اس کے فیوض و برکات سے محروم رہ رہا ہے۔

ارے دیکھ! یہ ماہ بہاراں تو عبادت کا تیوہار ہے، تلاوتِ قرآن کی

فصل بہار ہے۔ نیکی اور پرہیزگاری کے لئے ایک عظیم گلزار ہے۔ پہلے زمانے میں اس مہینے میں اس امت کی پوری توجہ دن میں روزہ رات کو قیام اور تلاوتِ قرآن پر مرکوز ہو کر رہ جاتی تھی اور دلوں میں ایک عظیم رقّت پیدا ہو جاتی تھی ہر شخص ایک دوسرے پر نیکی کرنے میں سبقت کرتا تھا اور رمضان کے گذرنے پر افسوس کرتا تھا کہ لو برکتوں کا مہینہ گذر گیا۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبیؑ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو زمین و آسمان اور خدا کے فرشتے میری امت کی مصیبت پر گریہ وزاری کرتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام وہ کون سی مصیبت ہے، رحمت والے آقا نے ارشاد فرمایا وہ بڑی مصیبت رمضان کا گذر جانا ہے چونکہ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا زمانہ ہے، صدقات کی مقبولیت کا وقت ہے، نیکیوں کے بڑھنے کی بہار ہے عذاب ٹلنے کا ایک سہانا وقت ہے۔

میرے دینی دوستو! اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کیا مصیبت ہوگی کہ رحمت و نور کا مہینہ ہم سے جارہا ہے جب زمین و آسمان ماہ نور و نکہت کے گذرنے پر ہمارے لئے افسوس کریں تو بتاؤ ہمیں اس ماہ بہاراں کے گذرنے پر کتنا افسوس کرنا چاہیئے۔ کہ آج ہم سے وہ مبارک مہینہ جدا ہو رہا ہے جس میں بے حساب رحمت و برکات کے ساتھ ساتھ ہمارے کھانے کا حساب بھی نہیں ہے لو وہ نور پھیلاتا ماہ رحمت و شفاعت ہم سے جا رہا ہے۔

شعر: خدارا اے مسلمان روزہ رکھ مرد مسلماں بن
غنیمت جان تیرے ہاتھ یہ ماہ صیام آیا